مقالہ نمبر ۱۲

حکیم الامت حضرت تھانوی

کی

شخصیت تجدیدی اور اصلاحی جامعیت

کی

بے مثال مرقع تھی

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا عبدالباری صاحب کی تین کتابوں (جامع المجددین، تجدید تصوّف وسلوک اور تجدید تعلیم وتبلیغ) کا اجمالی تعارف کراتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" مشہور مصرعہ ہے، اور اس کی صداقت میں کسے کلام ہو سکتا ہے، دنیا کا کون شخص ہے جو آفتاب سے واقف نہیں، لیکن دنیا کے کتنے آدمی ایسے ہیں جو اس کی جسامت، اس کے مدارات طلوع وغروب کے طریقوں اور اس کی شعاعوں کی حقیقت وخاصیت سے واقف ہوں، یہ روشن ستارہ اس قدر متعارف ہونے پر بھی تعارف چاہتا ہے۔

بعض انسانی شخصیتیں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں جو اپنی عظمت اور بلند پائیگی کی وجہ سے معروف ومشہور ہونے پر بھی صحیح معنوں میں متعارف نہیں ہوتیں اور اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی ان کا تعارف کرائے۔

حضرت حکیم الامت، مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی بلند وبرتر شخصیت بھی اسی قسم کی تھی، شہرت عرب وعجم میں پھیلی ہوئی مگر صحیح معنیٰ میں پہچاننے والے بہت کم، دیکھنے والی آنکھیں لاکھوں، مگر پہچاننے والی خال خال، حکیمانہ باتیں سننے والے بہت مگر سمجھنے والے شاذو

---

[1] رسالہ "دارالعلوم" (دیوبند) بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ

نادر۔

حکیم الامت کیا تھے؟ کیا چاہتے تھے؟ ان کی دعوت کیا تھی؟ اُمت کی نبض دیکھ کر انہوں نے کن کن امراض کو پہچانا تھا؟ اور ان کا کیا کیا علاج تجویز کیا تھا؟ ان کا مخصوص طریق علاج کیا تھا؟ ان لوگوں کو جانے دیجئے جنہوں نے حضرت کو دُور سے دیکھا تھا۔ قریب سے دیکھنے والوں میں سے کتنے ہیں جو اُن سوالات کا جواب دے سکیں۔

اس آفتاب ہدایت کا تعارف ضروری تھا، اس ضرورت کو حضرت رحمہ اللہ کے خلیفہ ومجاز بیعت حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے زیر نظر کتابیں (جامع المجددین[1]، تجدید تصوف[2] وسلوک اور تجدید تعلیم وتبلیغ[3]) لکھ کر پورا کیا ہے۔

حضرت مرشدی حکیم الامت رحمہ اللہ کی سب سے بڑی اور اس زمانہ میں بے نظیر خصوصیت علمی جامعیت سے یہاں بحث نہیں، اگرچہ وہ بھی اپنی جگہ بہت بڑا کمال ہے اور حضرت نور اللہ مرقدہٗ اس کمال میں درجۂ کمال پر فائز تھے اور علوم دینیہ کا جیسا صحیح اور اعلیٰ امتزاج حضرت اقدس میں پایا جاتا تھا اس کی نظیر ممکن ہے کہ موجود ہو مگر دیکھنے میں نہیں آئی، یہاں اس جامعیت کا بیان مقصود نہیں ہے۔ اظہار کرنا اس تجدیدی اور اصلاحی جامعیت کا ہے جس کی مثال صدیوں میں بھی بمشکل مل سکتی ہے یعنی دین کے ہر شعبہ کی اصلاح وتجدید اور مومن کی پوری زندگی کو افراط وتفریط کے کانٹوں سے نکال کر صراط مستقیم کے راستہ پر ڈال دینے کی کوشش کا۔

"جامع المجددین" حضرت اقدس رحمۃ اللہ کی اسی شانِ تجدید کی تشریح ہے، اس آئینہ میں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ مختلف صورتوں میں نظر آتے ہیں۔ دیکھنے والا کبھی ایک کرِ ربانی کو دیکھے گا جو کبھی انذار اور کبھی تبشیر کے ذریعہ لوگوں کو "بشیر و نذیر" صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ کبھی وہ ایک فقیہ بے عدیل کو فقہی موشگافیاں کرتا ہوا پائے گا، کبھی اسے کوئی متبحر عالمِ ربانی نظر آئے گا جو قرآن و حدیث کے بحرِ ذخار سے قیمتی اور نادر موتی نکال نکال کر خدا شناسوں کے سامنے ڈھیر کر رہا ہے، کبھی اسے ایک حاذق طبیبِ روحانی دکھائی دے گا جس کی انگلیاں امت کی نبض پر ہیں اور زبان نسخہ لکھوانے میں مصروف، کبھی وہ ایک درویش خانقاہ نشین کی زیارت کرے گا جو تزکیۂ نفوس اور تربیتِ روحانی کے راستہ سے بندوں کو اللہ سے ملا رہا ہے، اور اپنے مزکّٰی و مطہر قلب سے محبتِ ایمانی اور عرفانِ الٰہی کے انوار و برکات تقسیم کر رہا ہے۔

غرض اس کتاب کے آئینہ میں اس برگزیدہ ہستی کی زیارت کی جا سکتی ہے جو اپنی خصوصیات اور جامعیتِ کمالات کے لحاظ سے حیرت انگیز، صدیوں میں بے نظیر اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

(جامع المجددین) کے یہ ۵۴۰ عنوانات انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہیں اور ان کے مطالعہ سے عقائد، اخلاق، عبادت، معاشرت، معاملات، دین کے ہر شعبہ کے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا اصلاحی نقطۂ نظر اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے اور یہ حقیقت بالکل المنشرح ہو جاتی ہے کہ اسلام کس قسم کی زندگی کا مطالبہ

کرتا ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○	اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پہ داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

کے کیا معنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو "امتِ وسط" کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ اس لئے عدل و "اعتدال" اور دین کے ہر شعبہ کو اسی کے درجہ پر رکھ کر ایک متوازن اور عادلانہ نظامِ زندگی کی تعمیرِ مسلم کا "مزاجِ اسلامی" ہے جس کے فساد کے بعد مسلم کی صحتِ روحانی کا درست رہنا ناممکن ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ صدیوں سے مسلم کا یہ مزاج فاسد ہو چکا ہے اور افراط و تفریط کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ اس فقدانِ عدل و اعتدال کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی بھی پیدا کی تھی جو اس عدل کا مجسمہ اور عملی نمونہ تھی۔ یہ ہستی حضرت مرشدی حکیم الامت رحمہ اللہ کی تھی۔ "عدل و اعتدال" حضرت رحمہ اللہ کی ایک خاص امتیازی شان تھی جو عملاً بھی ظاہر ہوتی تھی اور تعلیم و ارشاد میں بھی نمایاں رہتی تھی۔ حضرت رحمہ اللہ کی یہ صفت متعدی تھی یعنی ہزاروں فاسد المزاج اور افراط و تفریط کے مرض میں مبتلا اشخاص کو حضرت کے فیوض و تربیت سے صحت حاصل ہوئی اور معتدل و متوازن زندگی اور صحیح اسلامی مزاج کی نعمتِ بے بہا نصیب ہوئی۔

اعلیٰ درجہ کے اتباعِ سنت اور اخلاص کامل کا یہ اثر تھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت کی صفت افادہ و فیضان میں عجیب غیر معمولی قوت و برکت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ نعمت عدل و اعتدال جس طرح حضرتؒ کی صحبت میں تقسیم ہوتی تھی، اسی طرح

حضرتؒ کی تصنیفات و تالیفات سے بھی حاصل ہوتی تھی، "جامع المجددین" اس عام حقیقت کا ایک نمونہ ہے جس میں حضرت رحمۃ اللہ کی یہ خصوصیت واضح طریقہ سے دیکھی جاسکتی ہے اور نہ صرف دیکھی جاسکتی ہے بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو بہت آسانی کے ساتھ اس خصوصیت کو اپنے اندر جذب کیا جاسکتا ہے اور اس آفتاب ہدایت کے انوار سے آج بھی اپنی روح کو منور کیا جاسکتا ہے جو عالمِ حواس سے غروب ہو چکا ہے۔ لیکن تالیفات و تصنیفات کے افق سے آج بھی ضیا باری کر رہا ہے۔

یوں تو دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کا احیا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے نہ کیا ہو اور زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کی اصلاح کی کوشش حضرتؒ نے نہ کی ہو۔ لیکن دین کے چند شعبے ایسے ہیں جن کی طرف حضرتؒ کی خصوصی توجہ مبذول رہی ہے اور ان میں حضرت ممدوح نے بہت دور رس تجدیدات فرمائی ہیں۔ یہ شعبے معاشرت، اخلاق، معاملات اور احسان ہیں

(۲) "تجدید تصوف و سلوک"، اسی شعبۂ احسان کا بیان ہے۔ اور اس کتاب میں مولانا مدظلہ نے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے تجدیدی اور مجتہدانہ افکار و تعلیمات و ہدایات کو مناسب عنوانات کے ماتحت اپنے تعارفی بیانات کے ساتھ جمع فرمایا ہے .... فنِ تصوف و سلوک کے متعلق جتنی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں ان سب کو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ھَبَاءً مَّنثُورًا بنا دیا ہے اور تصوف کی حقیقت و ضرورت۔ نیز اس کا کتاب و سنت کے مطابق ہونا روزِ روشن سے زیادہ واضح کر دیا ہے۔ تاہم ایسے خوش فہم بھی موجود ہیں۔

جو کتاب پڑھنے کی زحمت گوارا کرنے سے پہلے ہی فیصلہ فرما دیتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے کیونکہ یہ فن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہیں تھا۔ یہ غلطی "احداث فی الدین" اور "احداث للدین" کے فرق کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے۔ تصوف اتباع احکام اور تحصیل احسان کی تدابیر کا نام ہے نہ کہ خود احکام کا۔ احکام شرعیہ کا اپنی طرف سے ایجاد کرنا بدعت ہے۔ تدابیر کی ایجاد ہرگز بدعت نہیں ہے۔ ان کا کتاب و سنت میں مذکور ہونا بھی ہرگز ضروری نہیں ہے بلکہ اس کی ضرورت ہے کہ یہ تدابیر احکام شرعیہ کے خلاف نہ ہوں اور اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل موجود نہ ہو، اسی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام، اشاعت دین کے لئے اخبارات و رسائل کا اجرا، پریس، ریڈیو، ٹیلی فون، مائکروفون وغیرہ سے کام لینا ہے۔ کیا یہ سب چیزیں "خیر القرون" میں موجود تھیں؟ کیا یہ سب بدعات ہیں؟ اگر یہ تدابیر بدعات نہیں ہیں تو تصوف کیوں بدعت ہے؟ ایسے خوش فہم معترضین سے تو بطورِ لطیفہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ حضرت آپ خود مجسم بدعت ہیں اس لئے کہ آپ بھی "خیر القرون" میں موجود نہ تھے۔ یہ جواب تو علی سبیل التنزل تھا ورنہ واقعہ یہ ہے کہ صوفیاء محققین نے جو تدبیریں تکمیل طاعت کے لئے اختیار کی ہیں وہ اکثر و بیشتر (بلکہ قریب قریب سب کی سب) کتاب و سنّت سے ماخوذ ہیں۔ خود حضرت حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے کئی ہزار تصوف کے مسائل کو کتاب و سنّت ہی سے اخذ فرما کر قلم بند فرمایا ہے۔ رہے صوفیاء غیر محققین ان کے احوال و اعمال کو سند بنا کر فن پر اعتراض کرنا خالص مجادلہ ہے۔

(۳) "تجدید تصوف وسلوک" حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ کے تجدیدی اور مجتہدانہ افکار وتعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اسے دیکھنے کے بعد اس فن کے متعلق وہ پیچیدہ گتھیاں آن کی آن میں کھل جاتی ہیں۔ جو صدیوں سے پڑی ہوئی تھیں۔ اور سالکین کے لئے سخت پریشانی وہمت شکنی کا باعث بنی ہوئی تھیں، اور اللہ تعالیٰ کا راستہ اس قدر صاف اور سہل وآسان نظر آتا ہے کہ کمزور سے کمزور آدمی اس پر چلنے کی ہمت کر سکتا ہے۔

(۴) "تعلیم وتبلیغ" بھی دین کے اہم شعبے ہیں اور ان میں امت عرصۂ دراز سے سخت اور مہلک غلطیوں میں مبتلا رہی ہے۔ حکیم الامت کی نظر سے امت کا یہ مرض بھی مخفی نہیں رہا۔ انہوں نے اس کے اسباب وعلامات معلوم کر کے کتاب وسنت کی روشنی میں اس کا علاج بھی تجویز ہی نہیں فرمایا بلکہ عملاً کر کے بھی دکھا دیا۔ کتاب "تجدید تعلیم وتبلیغ" اسی شعبۂ زندگی کے متعلق حضرت حکیم الامت کی تجدیدات واصلاحات کا عطر ہے۔ یہ ان والدین کی بھی رہنمائی کرتی ہے، جو اپنی اولاد کی فلاح چاہتے ہیں، اس اولاد کے لئے شفیق ومربی ہے جو تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ اہل مدارس کے لئے خضر راہ ہے اور مبلغین وواعظین کے لئے رہبر طریق۔

حضرت[1] والا کے اساتذہ حضرت والاؒ کی ذہانت وذکاوت کی ہمیشہ تعریف فرمایا کرتے تھے۔ طالب علم کی حیثیت سے بھی حضرت والاؒ اپنے ہم سبقوں میں سب سے زیادہ ممتاز تھے۔ اس وقت بھی حاضر جوابی، طلاقت لسانی، ذہانت وفطانت اور منطق میں کمال مہارت کا یہ عالم تھا کہ دیوبند میں جب کوئی مذہب والا مناظرہ کی

---

[1] اشرف السوانح جلد اول ص ۲۸ تا ۳۱

غرض سے آتا تو حضرت والا فوراً پہنچ جاتے اور اس کو مغلوب کر دیتے، عیسائیوں، آریوں، شیعوں، غیر مقلدوں، سب ہی سے طالب علمی کے زمانہ میں مناظرہ فرمایا تھا۔

ایڈمن
محمد طلحہ نذیر

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi